باب 3

پرائیویٹ، پبلک اور عالمی تجارتی ادارے

سیکھنے کے مقاصد

اس باب کو پڑھنے کے بعد آپ:

- تنظیموں کی پرائیویٹ اور پبلک سیکٹر کی زمرہ بندی کر سکتے ہیں۔
- پبلک انٹر پرائز کی مختلف شکلوں کی خصوصیات بیان کر سکتے ہیں مثلاً ڈپارٹمنٹل، آئینی کارپوریشنز اور سرکاری کمپنیاں۔
- پبلک سیکٹر کے بدلتے ہوئے کردار کا تنقیدی جائزہ لے سکتے ہیں۔
- عالمی تجارتی اداروں یا انٹر پرائزز کی خصوصیات بیان کر سکتے ہیں۔
- مشترک کاروباری مہمات کے فوائد کو پرکھ سکتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

انیتا جو گیارہویں جماعت میں پڑھتی ہے بعض اخبارات دیکھ رہی تھی۔ خبروں کی سرخیاں اس کے سامنے تھیں۔ حکومت اپنے حصص کو چند کمپنیوں میں سے نکالنا چاہتی ہے۔ اگلے روز ایک ایسی پبلک سیکٹر کمپنی کے بارے میں دوسری خبر تھی جسے بھاری نقصان ہوا تھا اور جو بند کی جارہی تھی۔ اس کے برعکس اس نے ایک اور خبر پڑھی کہ نجی شعبے کی کمپنیاں کچھ بہت اچھی طرح چل رہی ہیں۔ دراصل وہ یہ جاننے کے لئے بے چین تھی کہ پبلک سیکٹر، اصل کاری، نجی کاری جیسی اصطلاحات کا مطلب کیا ہے۔ پھر اسے احساس ہوا کہ بعض شعبوں میں صرف حکومت کام کرتی ہے مثلاً ریلویز کا محکمہ اور بعض شعبوں میں نجی اور سرکاری تجارتی تنظیمیں دونوں کام کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر بھاری یا بڑی صنعتوں میں SAIL، BHEL اور TISCO، ریلائنس، برلا یہ سب ہیں اور ٹیلی کام سیکٹر میں ٹاٹا، ریلائنس ایرٹیل سرکاری MTNL اور BSNL سب موجود ہیں اور ایرلائنس کے میدان میں اور سرکاری ملکیت والی کمپنیوں مثلاً MTNL، انڈین ائرلائنز اور ایرانڈیا کے ساتھ ساتھ سہارا اور جیٹ حال ہی میں اس میدان میں اتری ہیں۔ پھر اسے اس پر حیرت ہونے لگی کہ کوکا کولا، پیپسی، ہنڈائی جیسی کمپنیاں کہاں سے آئی ہیں۔ کیا وہ ہمیشہ سے یہاں موجود ہیں یا وہ کسی دوسرے ملک میں بھی کہیں کام کر چکی ہیں۔ وہ لائبریری گئی اور یہ دیکھ کر اسے تعجب ہوا کہ سب کاروباری رسالے اور اکونومک ٹائمز میں یہ معلومات بھری پڑی ہیں۔

3.1 تعارف

آپ نے اپنی روزمرہ کی زندگی میں ہر طرح کی کاروباری تنظیمیں ضرور دیکھی ہوں گی۔ آپ کے علاقے کے قریبی بازار میں ایسی دکانیں ہوں گی جو ایک ہی شخص کی ملکیت ہیں۔ یا ایسی خوردہ فروشی کی تنظیمیں ہیں جنہیں کوئی کمپنی چلاتی ہے۔ اس کے علاوہ ایسے لوگ ہیں جو آپ کو خدمات فراہم کرتے ہیں مثلاً قانونی خدمات، طبی خدمات جو ایک سے زیادہ افراد کی ملکیت ہوتی ہیں یعنی پارٹنرشپ یا شراکتی فرم۔ یہ سب نجی ملکیت کی تنظیمیں ہیں۔ اسی طرح ایسے دوسرے دفاتر اور کاروباری جگہیں یا مراکز بھی ہیں جو حکومت کی ملکیت میں ہوسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر ریلویز ایسی تنظیم ہے جو پوری طرح حکومت کے زیر ملکیت اور زیر انتظام ہے۔ آپ کے علاقے کا ڈاک خانہ، محکمہ ڈاک وتار حکومت ہند کی ملکیت میں ہے اگرچہ ڈاک کی خدمات پر ہمارا انحصار بہت کم ہوگیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سی پرائیویٹ کوریر سروسز (دستی ڈاک پہنچانے والی خدمات) بازار میں کام کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے کاروبار ہیں جو ایک سے زیادہ ملکوں میں چلتے ہیں جنہیں عالمی تجارتی ادارے کہا جاتا ہے۔ اس لئے شاید آپ نے دیکھا ہو کہ ہر طرح کی تنظیمیں ہمارے ملک میں کاروبار کر رہی ہیں چاہے وہ سرکاری ہوں یا نجی یا عالمی۔ اس باب میں ہم یہ پڑھیں گے کہ معیشت کس طرح دو سیکٹروں یعنی پبلک اور پرائیویٹ سیکٹر میں بٹی ہوئی ہے، پبلک انٹرپرائیز کی مختلف اقسام کون کون سی ہیں اور ان کا کیا کردار ہے اور گلوبل انٹرپرائزز یا عالمی تجارتی ادارے کیا ہیں۔

3.2 پرائیویٹ سیکٹر اور پبلک سیکٹر

ہر طرح کے کاروبری ادارے چھوٹے یا بڑے، صنعتی یا تجارتی، نجی ملکیت کے یا سرکاری ملکیت کے ہمارے ملک میں موجود ہیں۔ یہ تنظیمیں ہماری روزمرہ معاشی زندگی کو متاثر کرتی ہیں اور

© NCERT not to be republished

اس لئے وہ ہندوستانی معیشت کا حصہ بنتی ہیں ۔ چونکہ ہندوستانی معیشت نجی ملکیت اور سرکاری ملکیت دونوں طرح کے تجارتی اداروں پر مشتمل ہے اس لئے اسے ہم مخلوط معیشت کہتے ہیں ۔ حکومت ہند نے ملک کے لئے مخلوط معیشت کا انتخاب کیا ہے جس میں نجی ملکیت والے اور سرکاری ملکیت والے دونوں انٹر پرائیزز کو کام کرنے دیا جاتا ہے۔ اس لئے اس معیشت کو دو شعبوں یا سیکٹروں میں تقسیم کیا جاتا ہے یعنی پرائیویٹ سیکٹر اور پبلک سیکٹر۔

جیسا کہ آپ نے پچھلے باب میں پڑھا ہے۔ پرائیویٹ سیکٹر افراد یا افراد کے گروہ کے زیر ملکیت کاروبار پر مشتمل ہوتا ہے۔ کاروباری تنظیم کی مختلف قسمیں شخصی ملکیت ، شراکتی ملکیت ، مشترک ہندو خاندان، کوآپریٹو اور کمپنی ہیں۔

پبلک سیکٹر مختلف تنظیموں پر مشتمل ہوتا ہے جو حکومت کے زیر ملکیت اور زیر انتظام ہوتی ہیں۔ یہ تنظیمیں جزوی یا کلی طور پر مرکزی یا ریاستی حکومت کے زیر ملکیت ہوسکتی ہیں۔ وہ کسی وزارت کا بھی حصہ ہوسکتی ہیں اور انھیں پارلیمینٹ کے کسی مخصوص قانون کے ذریعے قائم کیا جاسکتا ہے۔ حکومت ان کاروباری اداروں یعنی انٹر پرائزیز کے ذریعے ملک کی معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیتی ہے۔

حکومت وقتاً فوقتاً جاری کی جانے والی اپنی پالیسی کی قراردادوں میں ان سرگرمیوں کے دائرہ کار کی وضاحت کرتی ہے جس میں نجی سیکٹر اور سرکاری سیکٹر کو کام کرنے کی اجازت ہو۔ صنعتی پالیسی کی 1948 کی قرارداد میں حکومت ہند نے صنعتی سیکٹر کی ترقی سے متعلق اپنے موقف کی وضاحت کی تھی۔ پرائیویٹ اور پبلک سیکٹر دونوں کے کرداروں کا واضح طور پر تعین کیا گیا تھا۔ 1956 کی صنعتی پالیسی کی قرارداد میں بھی پبلک سیکٹر کی تعمیل کے لئے بعض مقاصد مقرر کئے گئے تھے تا کہ ترقی اور صنعت کاری کی شرح کو تیز کیا جاسکے ۔ پبلک سیکٹر کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی تھی ۔لیکن اس کے ساتھ ہی پبلک سیکٹر اور پرائیویٹ سیکٹر کے باہمی انحصار پر بھی زور دیا گیا تھا۔ 1991 میں صنعتی پالیسی کی قرارداد سابق تمام پالیسیوں سے بالکل مختلف تھی جس میں حکومت نے پبلک سیکٹر میں اپنی اصل کاری کو ختم کرنے اور پرائیویٹ سیکٹر کو زیادہ آزادی دینے کی تجویز رکھی تھی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ غیر ملکی تجارتی اداروں کو براہ راست سرمایہ کاری کی دعوت دی گئی تھی۔ اس طرح کثیر قومی کارپوریشنز یا عالمی تجارتی اداروں کو جو ایک سے زیادہ ملکوں میں کاروبار کرتے ہیں ہندوستانی معیشت میں قدم رکھنے کا موقع مل گیا۔

3.3 عوامی شعبے کے تجارتی اداروں کو منظم کرنے کی شکلیں یا طریقے

ملک کے کاروباری اور معاشی سیکٹروں میں حکومت کی شرکت کے لئے کسی نہ کسی طرح کے تنظیمی خاکے کی ضرورت پڑتی ہے جس کے ذریعے کام کیا جاسکے ۔ آپ پرائیویٹ سیکٹر کی کاروباری تنظیموں مثلاً شخصی ملکیت، شراکت داری، ہندو غیر منقسم خاندان، کوآپریٹو اور کمپنی کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔

پبلک سیکٹر میں جوں جوں اس کی ترقی ہوتی جاتی ہے اس بارے میں سوال اٹھتا ہے کہ اس کی تنظیم کیسے کی جاتی ہے؟ یا یہ کہ اس کا تنظیمی ڈھانچہ کس شکل کا ہونا چاہیئے ۔ پبلک سیکٹر کی تشکیل میں حکومت کو بہت اہم کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔ لیکن حکومت اپنے عوام، اپنے دفاتر، اور ملازمین کے ذریعے کام کرتی ہے اور یہ سب حکومت کے نام پر فیصلے کرتے ہیں۔ اسی مقصد کے لئے حکومت کی طرف سے ملک کی معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی غرض سے سرکاری تجارتی ادارے تشکیل دئے گئے تھے، اور ان

© NCERT not to be republished

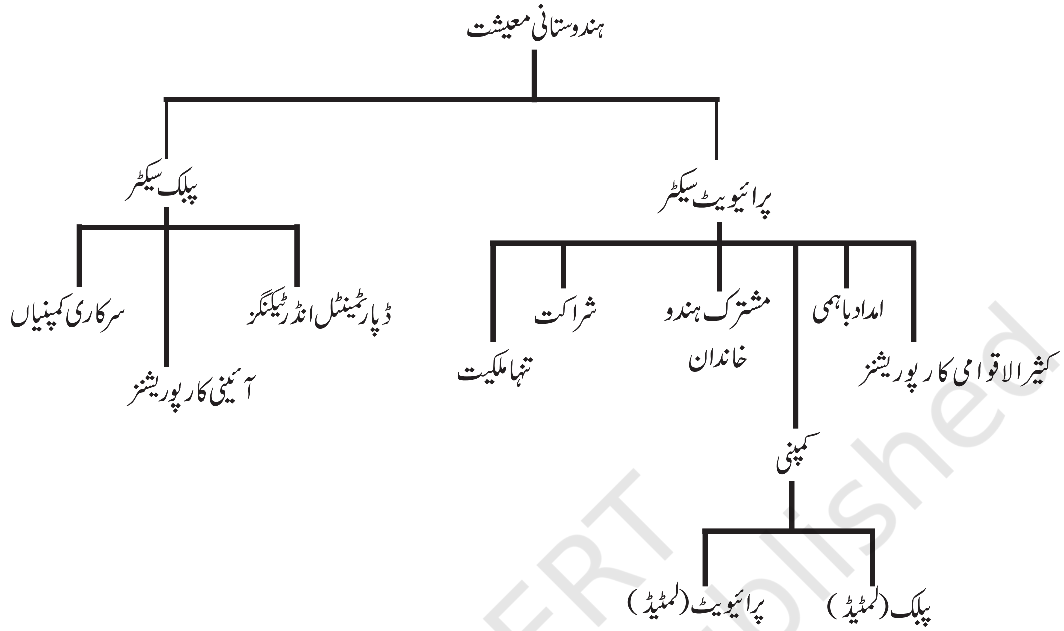

سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ آج کی اعتدال پسند اور مسابقتی دنیا میں ملک کی معاشی ترقی میں اپنا تعاون دیں گے۔

یہ سرکاری انٹر پرائز زعوام کی ملکیت ہیں اور وہ پارلیمینٹ کے توسط سے عوام کے سامنے جواب دہ ہیں۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ سرکاری ملکیت ہیں، وہ اپنی سرگرمیوں کے لئے سرکاری رقوم کی استعمال کرتے ہیں اور انہیں سرکار کے سامنے جواب دہ ہونا پڑتا ہے۔

اپنی کاروباری کارکردگیوں کی نوعیت اور حکومت سے اپنے تعلق کے اعتبار سے کوئی پبلک انٹر پرائز کوئی مخصوص ڈھانچہ اختیار کر سکتی ہے۔ کسی مخصوص تنظیمی ڈھانچے کا انحصار اس کی ضروریات پر ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ عام اصولوں کے مطابق پبلک سیکٹر کی کسی تنظیم، تنظیمی کارکردگی کی افادیت اور کیفیت یا کوالٹی کے معیار کو یقینی بنانا چاہئے۔

کوئی پبلک انٹر پرائز مندرجہ ذیل تنظیمی شکلیں اختیار کر سکتا ہے:

(i) ڈپارٹمنٹل انڈرٹیکنگ
(ii) آئینی کارپوریشن
(iii) سرکاری کمپنی

3.3.1 ڈپارٹمنٹل انڈرٹیکنگز (محکمہ جاتی ادارے)

یہ پبلک انٹر پرائز، تنظیمی ڈھانچہ تشکیل دینے کی قدیم ترین اور روایتی شکل ہے۔ یہ ادارے کسی وزارت کے محکموں کے طور پر قائم کئے جاتے ہیں اور خود وزارت کا ایک حصہ یا اس کی توسیع تصور کئے جاتے ہیں۔ حکومت ان محکموں کے توسط سے کام کرتی ہے ان کی طرف سے انجام دی جانے والی سرگرمیاں حکومت کی کارکردگی کا اٹوٹ حصہ ہوتی ہیں۔ وہ خود مختار آزاد اداروں کی

© NCERT not to be republished

حیثیت سے تشکیل نہیں دئے گئے ہیں اوراس اعتبار سے خودمختار قانونی شناخت کی حیثیت نہیں رکھتے۔ وہ حکومت کے افسروں کے توسط سے کام کرتے ہیں اوراس کے ملازمین حکومت کے ملازمین ہوتے ہیں۔ یہ ادارے مرکزی یا ریاستی حکومت کے تحت ہوسکتے ہیں اوران پر مرکزی یا ریاستی حکومت کے ضابطوں کا ہی اطلاق ہوسکتا ہے۔ اس طرح کے اداروں کی مثالیں ریلویز اور محکمۂ ڈاک وتار ہیں۔

خصوصیات

ان اداروں کی اہم خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

(i) ان تجارتی اداروں کے لئے رقوم براہ راست سرکاری خزانے سے آتی ہیں اور حکومت کے بجٹ کی سالانہ مدبندی کا حصہ ہوتی ہیں۔ یہ ادارے جو منافع کماتے ہیں وہ بھی سرکاری خزانے میں جمع ہوتا ہے۔

(ii) یہ ادارے حساب کتاب اور آڈٹ کے ان ضابطوں کے پابند ہوتے ہیں جن کا اطلاق حکومت کی دیگر سرگرمیوں پر ہوتا ہے۔

(iii) ان اداروں کے ملازمین سرکاری ملازمین ہوتے ہیں اوران کی تقرری اور ملازمت کی شرائط وہی ہوتی ہیں جو براہ راست حکومت کے تحت آنے والے ملازمین کی ہوتی ہیں۔ ان کے سربراہ آئی اے ایس افسران اور سول سرونٹس ہوتے ہیں جن کا تبادلہ ایک وزارت سے دوسری وزارت میں کیا جاسکتا ہے۔

(iv) عموماً انھیں سرکاری محکمے کا ایک ذیلی ڈویژن تصور کیا جاتا ہے اور یہ وزارت کے براہ راست نگرانی اور کنٹرول میں کام کرتے ہیں۔

(v) یہ ادارے وزارت کو جواب دہ ہوتے ہیں کیونکہ ان کا انتظام متعلقہ وزارت کے ذمہ ہوتا ہے۔

خوبیاں

اس طرح کے تنظیمی اداروں کے بعض فائدے ہیں:

(i) اس سے پارلیمینٹ کو اسکے کاموں سے متعلق آسانی اور سہولت اپنا اختیار استعمال کرنے میں مدد ملتی ہے۔

(ii) اس سے اعلیٰ درجے کی عوامی جواب دہی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔

(iii) جو منافع ادارہ کماتا ہے وہ براہ راست سرکاری خزانے میں جاتا ہے اوراس طرح یہ حکومت کے لئے آمدنی کا ذریعہ ہے۔

(iv) قومی سلامتی کے اعتبار سے یہ تنظیمی ڈھانچہ موزوں ترین ہے کیوں کہ یہ وزارت کے براہ راست کنٹرول اور نگرانی میں رہتا ہے۔

حدود

اس طرح کے تنظیمی ڈھانچے کی بعض سنگین خامیاں بھی ہیں:

(i) اس طرح کے تنظیمی ڈھانچے میں کوئی لچک نہیں ہوتی جو ہموار اور رکاوٹ سے مبرّا کاروباری سرگرمیوں کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

(ii) ملازمین اور شعبوں کے سربراہوں کو متعلقہ وزارت کی منظوری کے بغیر آزادانہ فیصلے کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ سے جہاں پر فوری فیصلہ کی ضرورت

© NCERT not to be republished

ہوتی ہے ،جسکے نہ ہونے پر معاملات کو نمٹانے میں تاخیر ہو جاتی ہے۔

(iii) یہ ادارے یا انٹر پرائزز کاروباری مواقع سے فائدہ اٹھانے سے قاصر رہتے ہیں۔افسر شاہوں کی محتاط اور قدامت پسندانہ منظوری کی شرط انھیں مہم جو یانہ کوششوں کا موقع نہیں دیتی۔

(iv) روز مرہ کے کاموں میں حد سے زیادہ ضابطوں کی پابندیاں اور با اختیار لوگوں کے مقررہ کردہ ضابطوں سے کسی معاملے کو گزارے بغیر اس پر کوئی کارروائی نہیں کی جاسکتی۔

(v) وزارت کی طرف سے بہت زیادہ سیاسی مداخلت ہوتی ہے۔

(vi) یہ ادارے عموماً صارفین کی ضروریات کی طرف سے بے حس ہوتے ہیں۔اوران کی خدمات ناقص ہوتی ہیں۔

3.3.2 قانونی حیثیت کی کارپوریشنیں

یہ کارپوریشنز ایسے کاروباری ادارے ہیں جو پارلیمنٹ کے خصوصی قانون کے ذریعے قائم کئے گئے ہیں۔اس خصوصی قانون میں ان اداروں کے اختیارات وذمہ داریاں اور کاموں کے ملازمین کے نظم وضبط سے متعلق قواعد وضوابط اور سرکاری محکموں سے ان کے تعلق کی وضاحت کی گئی ہے۔

یہ ایک کارپوریٹ باڈی ہے جسے پارلیمنٹ وجود میں لائی ہے۔مقررہ اختیارات اور ذمہ داریوں کے ساتھ قائم کی گئی ہے۔ یہ مالیاتی طور پر آزاد وخود مختار ہے اور واضح طور پر مخصوص شعبے یا مخصوص قسم کی تجارتی سرگرمی پر کنٹرول رکھتی ہے۔ یہ ایک کارپوریٹ یا اجتماعی حیثیت والا شخص ہے اور اسے خود اپنے نام سے کام کرنے کا اختیار حاصل ہے ۔ اسلئے آئینی کارپوریشنوں کو حکومت کے اختیارات حاصل ہوتے اور ان میں کافی حد تک اپنے کاموں کو انجام دینے میں پرائیویٹ انٹر پرائزز کی لچک داری بھی ہوتی ہے۔

خصوصیات

آئینی کارپوریشنوں کی بعض نمایاں خصوصیات ہیں جن کا تذکرہ ذیل میں ہے:

(1) انھیں پارلیمنٹ کے ایک قانون کے تحت قائم کیا جاتا ہے اور یہ اس قانون کی شرائط کی پابند ہیں اور اسی کے تحت کام کرتی ہیں۔ قانون میں ان کے مقاصد، اختیارات اور مراعات کی وضاحت کی گئی ہے۔

(ii) یہ پوری طرح حکومت کی ملکیت میں ہوتی ہیں۔حتمی مالیاتی ذمہ داری حکومت کی ہوتی ہے اور اسے ان کارپوریشنوں کی آمدنی کے استعمال کا اختیار حاصل ہے۔اس کے ساتھ ہی اگر کارپوریشن کو کوئی خسارہ ہوتو اس کی ذمہ داری بھی حکومت کو ہی قبول کرنی ہوتی ہے۔

(iii) یہ ایک کارپوریٹ باڈی (ہیئت اجتماعی) ہے جو مقدمہ دائر کرسکتی ہے اور جس پر مقدمہ دائر کیا جاسکتا ہے، یہ کسی سے کوئی معاہدہ کرسکتی ہے اور اپنے نام سے جائداد حاصل کرسکتی ہے۔

(iv) نئی لائن اور نئے پوائنٹ اس کی مالی کفالت عموماً آزادانہ طور پر ہوتی ہے۔ یہ حکومت سے سامانوں اور خدمات کی فروخت سے حاصل کردہ منافعوں کے ذریعے عوام سے لئے گئے قرضوں سے رقوم حاصل کرتی ہے۔اسے اپنی آمدنیوں یا محاصلات کو استعمال کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

© NCERT not to be republished

(v) اس پر حساب کتاب اور آڈٹ کے ان ضابطوں کا اطلاق نہیں ہوتا جن کا اطلاق حکومت کے محکموں پر ہوتا ہے۔ اور نہ ہی اسے حکومت کے مرکزی بجٹ سے کوئی لینا دینا ہوتا ہے۔

(vi) ان اداروں کے ملازمین سرکاری یا سول سرونٹس نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ سرکاری قواعد وضوابط کے پابند ہوتے ہیں۔ ان کی شرائط ملازمت خود ایکٹ کی شقوں کی پابند ہوتی ہیں۔ان تنظیموں کی سربراہی کے لئے بعض افسروں کو سرکاری محکموں سے ڈپوٹیشن پر یعنی عارضی طور پر بلایا جاتا ہے۔

خوبیاں

اس طرح کے تنظیمی ڈھانچوں کے طریقہ کار کے بعض فائدے ہیں:

(i) انھیں اپنے طریقہ کار میں آزادی اور اعلی درجے کی کی کارگزارانہ لچکداری حاصل ہوتی ہے۔ وہ ناپسندیدہ سرکاری ضابطوں اور کنٹرول سے آزاد ہوتے ہیں۔

(ii) چوں کہ ان کی رقوم مرکزی بجٹ سے نہیں آتیں لہٰذا ان کی آمدنی اور وصولی کے معاملات میں حکومت عموماً مداخلت نہیں کرتی انھیں مالیاتی لچکداری حاصل ہوتی ہے۔

(iii) یہ چونکہ خودمختار تنظیمیں ہوتی ہیں یہ ایکٹ کی طرف سے تفویض کردہ اختیارات کے اندر خود اپنی پالیسیاں اور ضابطے وضع کرتی ہیں۔ایکٹ میں چند ایسے معاملات/ مسائل کی نشاندہی کی جاسکتی ہے جنہیں کسی وزارت کی پیشگی منظوری کی ضرورت پڑے۔

(vi) یہ اقتصادی ترقی کا ایک قیمتی ذریعہ ہیں۔انھیں حکومت کا اختیار بھی حاصل ہے اور اس کے ساتھ نجی کاروباری تنظیموں میں پائی جانے والی اُپج بھی کا تمہیدی یا اقدامی اختیار بھی۔

حدود

اس طرح کے تنظیمی ڈھانچے کی کئی کمزوریاں بھی ہیں۔

(i) درحقیقت اس طرح کے تنظیمی ڈھانچوں میں اتنی لچکداری نہیں ہوتی جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے۔تمام اقدامات کئی قواعد وضوابط سے مشروط ہوتے ہیں۔

(ii) بڑے فیصلوں میں، یا ان معاملات میں جن کا سروکار بڑی رقموں سے ہو، ہمیشہ سرکاری مداخلت ہوتی ہے۔

(iii) جہاں عوامی مسائل پر کارروائی کا معاملہ ہو وہاں بدعنوانی کا بول بالا ہوتا ہے۔

(iv) حکومت کا عام طریقہ یہ ہے کہ وہ کارپوریشن بورڈ کے مشیروں کا تقرر کرتی ہے۔اس سے معاہدوں اور دیگر فیصلوں میں کارپوریشن کی آزادی سلب ہوتی ہے۔ اگر کوئی نااتفاقی ہوتی ہے تو معاملے کو آخری فیصلے کے لئے حکومت کے سپرد کیا جاتا ہے۔اس سے کارروائی میں مزید تاخیر ہوتی ہے۔

3.3.3 سرکاری کمپنی

یہ کمپنیاں انڈین کمپنیز ایکٹ، 1956 کے تحت قائم کی گئی ہیں۔ ان کا رجسٹریشن اسی ایکٹ کے تحت ہوتا ہے اور انڈین کمپنیز ایکٹ کی شرائط کی پابند ہوتی ہیں۔یہ خالصتاً کاروباری مقاصد سے قائم کی جاتی ہیں اور حقیقی جذبے کے ساتھ پرائیویٹ سیکٹر کی کمپنیوں کے ساتھ مسابقت کرتی ہیں۔

انڈین کمپنیز ایکٹ 1956 کے مطابق سرکاری کمپنی کا

مطلب کوئی ایسی کمپنی ہے جس میں کم از کم 51 فیصد ادا شدہ سرمایہ مرکزی حکومت کے قبضے میں ہو یا ریاستی حکومتوں / حکومت یا جزوی طور پر مرکزی حکومت اور جزوی طور پر ایک یا اس سے زیادہ ریاستی حکومتوں کی تحویل میں ہو۔

مندرجہ بالا تعریفوں سے واضح ہے کہ حکومت کمپنی کے ادا شدہ حصصی سرمایہ پر اپنے کنٹرول کا استعمال کرتی ہے۔ کمپنی کے شیرز یا حصص صدر جمہوریہ ہند کے نام سے خریدے جاتے ہیں۔ چونکہ حکومت کمپنی کے زیادہ تر حصص کی مالک ہوتی ہے اور ان کمپنیوں کے انتظام پر اپنے اختیار کا استعمال کرتی ہے۔ اس لئے انہیں سرکاری کمپنیاں کہا جاتا ہے۔

خصوصیات

سرکاری کمپنیوں کی بعض خصوصیات ہوتی ہیں۔ جو انھیں دوسری طرح کی تنظیموں سے ممتاز رکھتی ہیں۔ یہ خصوصیات درج ذیل ہیں:

(i) یہ ایسی تنظیم ہے جو انڈین کمپنیز ایکٹ 1956 کے تحت قائم کی گئی ہے۔

(ii) کمپنی کسی تیسرے فریق کے خلاف کسی قانونی عدالت میں مقدمہ دائر کرسکتی ہے اور اس پر بھی مقدمہ دائر کیا جاسکتا ہے۔

(iii) کمپنی کسی سے کوئی معاہدہ کرسکتی ہے اور خود اپنے نام سے جائداد حاصل کرسکتی ہے۔

(iv) کسی دیگر پبلک لمیٹیڈ کمپنی کی طرح کمپنی کے انتظام کی ضابطہ بندی کمپنیز ایکٹ کی شرائط سے ہوتی ہے۔

(v) کمپنی کے ملازمین کا تقرر کمپنی کے میمورنڈم اینڈ آرٹیکلز آف اسوسی ایشن میں درج خود اس کے قواعد وضوابط کے مطابق کیا جاتا ہے۔ میمورنڈم اینڈ آرٹکلز آف ایسوسی ایشن کمپنی کے اصل دستاویزات ہوتے ہیں جن میں کمپنی کے اغراض ومقاصد اور قواعد وضوابط تحریر ہیں۔ اس کے ملازمین سرکاری یا سول سرونٹس نہیں ہوتے۔ صرف اعلی انتظامیہ میں چیر پرسن یا مینیجنگ ڈائرکٹر، سرکاری افسر یا ڈپوٹیشن پر لائے گئے سول سرونٹس ہوسکتے ہیں۔

(v) ان کمپنیوں پر حساب اور آڈٹ کے قواعد وضوابط کی پابندی لازم نہیں ہے۔ مرکزی حکومت کی طرف سے کسی آڈیٹر کو مقرر کیا جاتا ہے اور کمپنی کی سالانہ رپورٹ پارلیمنٹ یا ریاستی مقنّنہ میں پیش کی جانی ہوتی ہے۔

(vii) سرکاری کمپنی اپنے لئے رقوم سرکاری شیر ہولڈنگ اور پرائیویٹ شیر ہولڈروں سے حاصل کرتی ہے۔ اسے سرمایہ بازار سے بھی رقم اُگانے کی اجازت ہوتی ہے۔

خوبیاں

سرکاری کمپنیوں کو کئی فائدے حاصل رہتے ہیں۔

(i) سرکاری کمپنی انڈین کمپنیز ایکٹ کے شرائط پوری کر لینے پر قائم کی جاسکتی ہے۔ اس کے لئے پارلیمنٹ میں الگ سے ایکٹ لانا ضروری نہیں ہے۔

(ii) حکومت کے علاوہ بھی اس کی ایک الگ قانونی حیثیت ہوتی ہے۔

(iii) اسے تمام انتظامی فیصلوں میں خودمختاری حاصل ہوتی ہے اور یہ کاروباری مصلحتوں کے مطابق اقدامات کرتی ہے۔

(iv) یہ کمپنیاں معقول قیمتوں پر اشیاء اور خدمات فراہم کر کے بازار پر کنٹرول رکھ سکتی ہیں اور غیر صحت مند

© NCERT not to be republished

حدود

ان کمپنیوں کو دی گئی خود مختاری کے باوجود ان کی بعض خامیاں اور حدود بھی ہیں۔

(i) چونکہ حکومت بعض کمپنیوں میں واحد شیر ہولڈر ہوتی ہے۔اس لیے کمپنیز ایکٹ کے ضابطوں کی کوئی خاص معنویت نہیں رہ جاتی۔

(ii) یہ آئینی ذمہ داری سے بچتی ہے جب کہ حکومت کے زیر کفالت کسی کمپنی کو ذمہ داری قبول کرنی چاہئے۔یہ براہ راست پارلیمنٹ کو جواب دہ نہیں ہوتی۔

(iii) حکومت چونکہ تنہا اور سب سے بڑی شیر ہولڈر ہوتی ہے اس لیے کمپنی کا انتظام اور ایڈمنسٹریشن حکومت کے ہی ہاتھ میں رہتا ہے۔اس طرح سرکاری کمپنی کا مقصد جو کسی دیگر کمپنیوں کی طرح ہی رجسٹرڈ ہوتی

3.4 پبلک سیکٹر کا بدلتا ہوا کردار

ملک کی آزادی کے وقت یہ توقع کی گئی تھی کہ پبلک سیکٹر کے تجارتی ادارے کاروبار میں براہ راست شرکت یا عامل کی حیثیت سے کام کر کے معیشت کے بعض مقاصد کو حاصل کرنے میں اہم کردار نبھائیں گے۔ پبلک سیکٹر معیشت کے دیگر سیکٹروں کے لئے بنیادی ڈھانچہ تعمیر کریگا اور کلیدی شعبوں میں سرمایہ کاری کرے گا۔ پرائیویٹ سیکٹر ان پروجیکٹوں میں سرمایہ لگانے پر آمادہ نہیں تھا جو بھاری سرمایہ کاری کا مطالبہ کرتے ہوں اور جن میں قبل پیداوار سے پہلے کی مدت طویل ہو۔حکومت نے یہ ذمہ داری خود قبول کی کہ بنیادی ڈھانچے کی سہولیتیں تشکیل دی جائیں اور معیشت کے لئے بنیادی اہمیت رکھنے والے وسائل اور خدمات فراہم کی جائیں۔

ہندوستانی معیشت ایک عبوری دور سے گذر رہی

اسٹیٹ بینک آف انڈیا

ہندوستان میں کس بینک کے پاس سب زیادہ ATM مشین ہیں؟ کس بینک کا ہندوستان کے تمام علاقوں میں سب سے بڑا جال بچھا ہوا ہے؟ اسٹیٹ بینک آف انڈیا ایسا ایک بینک ہے۔اس کا پھیلاؤ بالخصوص دیہی علاقوں تک اس کی پہنچ اور اس کے گاہکوں کی بہت بڑی تعداد کے دستاویزی ثبوت ماضی میں اچھی طرح دیکھے جا چکے ہیں۔ایس۔بی۔آئی شبیہ کو درست کرنے کی کوشش کا عظیم کام 2005 میں شروع کیا۔ایس۔بی۔آئی اپنے کاموں کے انداز کو بدل کر خود کو نئے زمانے کے مطابق بنانے، جدید ٹکنیکوں کو اپنانے اور گاہکوں کے ساتھ دوستانہ سلوک کرنے کا کام کیا ہے۔اس عمل میں اس بینک نے کام کے اس فرسودہ اور بھدے انداز کو ترک کر دیا ہے جو کہ سرکاری شعبے کے بینکوں کی خصوصیت رہی ہے اور جو 16 فی صد سالانہ کی شرح سے بڑھ رہے ہیں اور یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ فی الحال سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے۔اگر ایس۔بی۔آئی۔فروغ کی اس رفتار کو برقرار رکھ سکے، اپنے کام کے طریقوں کو جدید طرز پر ڈھالے اور شہری آبادی کو اپنی موجودگی محسوس کرالے، تو سرکاری شعبے کے بینکوں کی شبیہ یقینی طور پر بہتر ہو جائے گی۔

ہے۔ترقی کے ابتدائی مراحل میں پنج سالہ منصوبوں نے پبلک سیکٹر کو حد درجہ اہمیت دی۔90 کے دہے کے بعد کے زمانے میں نئی اقتصادی پالیسیوں کا زور وسعت کاری، نج کاری اور آفاق کاری یا گلوبلائزیشن پر تھا۔پبلک سیکٹر کے رول کا تعین دوبارہ کیا گیا۔اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ یہ غیر فعال ہو کر رہ جائے بلکہ یہ کہ فعال طور پر معاشی سرگرمیوں میں شرکت کرے اور ایک ہی صنعت میں دیگر پرائیویٹ سیکٹر کی کمپنیوں کے ساتھ مسابقت کرے۔پبلک سیکٹر کمپنیوں کو سرمایہ کاری پر ہونے والے خساروں اور منافعوں کے لئے بھی جواب دہ قرار دیا گیا۔اگر کوئی پبلک سیکٹر مسلسل خسارے میں چل رہا ہوتا تھا تو مکمل جانچ پڑتال یا کمپنی بند کر دینے کے لئے اسے بورڈ آف انڈسٹریل فائنانس اینڈ رسٹرکٹوریٹ (BIFR) کے سپرد کیا جاتا تھا۔خراب کارکردگی والے پبلک سیکٹر یونٹوں کے کام کا جائزہ لینے کے لئے مختلف کمیٹیاں قائم کی گئی تھیں اور اس کے ساتھ رپورٹ دی گئی تھی کہ ان کی انتظامی صلاحیت اور نفع بخشی کو کس طرح بہتر بنایا جائے۔پبلک سیکٹر کا رول یقیناً وہ نہیں تھا جس کے بارے میں 60 یا 70 کے دہوں میں سوچا گیا تھا۔

(i) بنیادی ڈھانچے کی تعمیر و تشکیل: کسی بھی ملک میں بنیادی ڈھانچے کی تعمیر صنعت کاری کی اولین شرط ہے۔آزادی کے زمانے میں بنیادی ڈھانچے کی تشکیل نہیں ہوئی تھی اور اسی لئے صنعت کاری کی رفتار بہت سست تھی۔صنعت کاری کے عمل کو نقل وحمل اور مواصلات کی معقول سہولتوں، ایندھن اور توانائی اور بنیادی اور بھاری صنعتوں کے بغیر دیرپا نہیں بنایا جاسکتا۔پرائیویٹ سیکٹر نے بھاری صنعتوں میں سرمایہ کاری یا اسے کسی طرح ترقی دینے میں پیش قدمی کا ثبوت نہیں دیا۔اس کے پاس فوری طور پر بھاری صنعتیں قائم کرنے کے لئے نہ تربیت یافتہ کارکنان تھے اور نہ ہی مالی وسائل جس کی ضرورت کمپنیوں کو تھی۔

یہ صرف حکومت ہی تھی جو بڑی مقدار میں سرمایہ فراہم کر سکتی، صنعتی تعمیرات کو مربوط کرسکتی اور مستریوں اور ورکرس کو تربیت دے سکتی تھی۔ریل، سڑک، آبی اور ہوائی نقل وحمل حکومت کی ذمہ داری تھی اور ان کی توسیع نے صنعت کاری کو تیز رفتار بنانے میں تعاون دیا ہے اور مزید معاشی ترقی کی ضمانت دی ہے۔
پبلک سیکٹر کے تجارتی اداروں کو بعض مخصوص میدانوں میں کام کرنا تھا سرمایہ کاری مقصد تھا کہ

(a) مرکزی سیکٹر کو بنیادی ڈھانچا سونپ دیا جائے کیوں کہ اسے پیچیدہ اور جدید ترین ٹکنالوجی، بڑی اور موثر تنظیمی ڈھانچوں، فولاد کے کارخانے، بجلی پیدا کرنے کے پلانٹ، شہری ہوابازی، ریلوں، پٹرولیم، سرکاری تجارت اور کوئلہ وغیرہ کے لیے بہت بڑا سرمایہ درکار ہے۔

(b) جہاں پرائیویٹ سیکٹر کے انٹرپرائزز مطلوبہ سمت میں کام نہ کر رہے ہوں مثلاً مصنوعی کھاد، دواساز کمپنیاں، پٹروکیمکلز، اخباری کاغذ، درمیانی اور بھاری انجینیرنگ مرکزی سیکٹر کو سرمایہ کاری کی قیادت کی جائے۔

(c) آئندہ سرمایہ کاری مثلاً ہوٹلوں میں، پروجیکٹوں کی انتظام کاری میں، مشاورتی ایجنسیوں میں ٹیکسٹائلز میں اور آٹو موبائلز وغیرہ میں پیسہ لگانے کو سمت دی جائے۔

(ii) علاقائی توازن: تمام علاقوں اور ریاستوں کو متوازن انداز میں ترقی دینے اور علاقائی ناہمواریوں کو دور کرنے کی ذمہ داری حکومت کی ہے۔آزادی سے پہلے کے زمانے میں بیشتر صنعتیں چند علاقوں تک ہی محدود تھیں مثلاً بندرگاہی شہروں تک۔1951 کے بعد حکومت نے اپنے پنج سالہ منصوبوں میں یہ ضابطہ درج کیا

© NCERT not to be republished

کہ خصوصی توجہ ان علاقوں پر دی جائیگی جو ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہوں اور اس لئے پبلک سیکٹر کی صنعتیں دانستہ طور پر قائم کی گئیں۔ معاشی ترقی کی رفتار تیز کرنے، ورک فورس کو روزگار فراہم کرنے اور ذیلی صنعتوں کو فروغ دینے کے لئے چار بڑے اسٹیل پلانٹ لگائے گئے۔ ان کے مقصد کو کسی حد تک حاصل کیا گیا لیکن اور بھی بہت کچھ کرنے کے لئے امکان موجود ہے۔ ملک میں علاقائی توازن قائم کرنے کی غرض سے پسماندہ علاقوں کو منصوبہ بند ترقی اہم مقاصد میں سے ایک ہے۔ اس لئے حکومت کو پسماندہ علاقوں میں نئے تجارتی اداروں کی نشاندہی کرنی پڑی اور ساتھ ہی پہلے سے ترقی یافتہ علاقوں میں پرائیویٹ سیکٹر کی حدود کی بے تحاشا وسعت کو روکنا پڑا۔

(iii) بڑے پیمانے کی صنعتیں: جہاں بڑے پیمانے کی صنعتیں بڑے سرمایہ کے ساتھ درکار ہیں، وہاں سرکاری شعبے کو پیمانے کی معیشتوں کا فائدہ اٹھانے کے لئے پبلک سیکٹر کو میدان میں اترنا پڑا۔ الکٹرک پاور پلانٹس، قدرتی گیس، پٹرولیم اور ٹیلیفون صنعتیں پبلک سیکٹر کی بعض مثالیں ہیں جنھوں نے بڑے پیمانے کی اکائیاں لگائیں۔ معاشی طور پر کام کرتے رہنے کے لئے ان یونٹوں یا پیداواری اکائیوں کو وسیع تر بنیاد درکار تھی جو سرکاری وسائل اور بڑے پیمانے پر ہونے والی پیداوار کے ذریعہ ہی ممکن تھا۔

(iv) معاشی قوت کے ایک جگہ مرکوز ہونے پر پابندی: پبلک سیکٹر پرائیویٹ سیکٹر پر لگام لگانے کا کام کرتا ہے۔ پرائیویٹ سیکٹر میں ایسے چند ہی صنعتی گھرانے ہوئے ہیں جو بھاری صنعتوں میں سرمایہ لگانے کے لئے راضی ہوں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دولت چند ہاتھوں میں جمع ہوتی رہتی ہے اور اجارہ دارانہ رویوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اس سے آمدنی میں عدم مساوات کو بڑھاوا ملتا ہے جو معاشرے کے لئے نقصان دہ ہے۔

پبلک سیکٹر بڑی صنعتیں لگانے کی سکت رکھتا ہے جس کے لئے بھاری سرمایہ کاری کی ضرورت ہوتی ہے اور اس سے ملنے والی آمدنی اور منافع دونوں میں ملازمین اور کارکنان کی ایک بڑی تعداد حصہ دار ہوتی ہے۔ یہ بات پرائیویٹ سیکٹر میں دولت اور معاشی قوت کے ایک جگہ جمع ہونے کو روکتی ہے۔

(v) درآمداتی متبادل: دوسرے اور تیسرے پنج سالہ منصوبوں کی مدت کے دوران ہندوستان کا مقصد کئی میدانوں میں خود کفیل بننا تھا۔ زرمبادلہ حاصل کرنا بھی ایک مسئلہ تھا اور مضبوط صنعتی بنیاد کے لئے درکار بھاری مشینری درآمد کرنا مشکل کام تھا۔ اسی وقت درآمداتی تبدل میں مدد کر سکنے والی ہیوی انجینیر نگ سے متعلق پبلک سیکٹر کی کمپنیاں قائم کی گئی تھیں۔ اور اس کے ساتھ ہی STC اور MMTC جیسی پبلک سیکٹر کی کمپنیوں نے ملک کی برآمدات کو وسعت دینے میں ایک اہم کردار ادا کیا۔

(vi) 1991 سے پبلک سیکٹر سے متعلق سرکاری پالیسی:

حکومت ہند 1991 میں اپنی نئی صنعتی پالیسی میں پبلک سیکٹر میں چار بڑی اصلاحات شروع کی تھیں۔ پبلک سیکٹر سے متعلق حکومت کی پالیسی واضح اور سیدھی سادی ہے۔ اس کے بنیادی عناصر ہیں:

- امکانی طور پر چلائے جاسکنے والے PSU's کی دوبارہ درستگی اور تجدید کی جائے
- دوبارہ نہ چلائے جاسکنے والے PSU's کو بند کیا جائے
- اگر ضرورت ہو تو تمام غیر کلیدی PSU's میں سرمایہ کاری اکوئٹی کو گھٹا کر 26% یا اور کم کر دیا جائے
- کارکنان کے حقوق کا مکمل تحفظ کیا جائے

(a) پبلک سیکٹر کے لئے محفوظ صنعتوں کی مقدار کو 17 سے گھٹا کر 8 اور (پھر 3 کر دینا): صنعتی پالیسی سے متعلق

© NCERT not to be republished

1956 کی قرار داد میں 17 صنعتیں پبلک سیکٹر کے لئے مخصوص کی گئی تھیں۔ 1991 میں پبلک سیکٹر کے لئے صرف 8 صنعتیں مخصوص کی گئیں اور انھیں ایٹمی توانائی، اسلحہ سازی اور مواصلات، کان کنی اور ریلویز تک محدود رکھا گیا۔ سال 2001 میں صرف 3 صنعتیں ایسی تھیں جنھیں خاص طور پر پبلک سیکٹر سے مخصوص کیا گیا۔ یہ ہیں ایٹمی توانائی اور ریل ٹرانسپورٹ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر (3 کو چھوڑ کر) تمام شعبوں میں داخل ہوسکتا ہے اور پبلک سیکٹر کو اس سے مسابقت کرنی ہی پڑے گی۔

پبلک سیکٹر نے ہماری معیشت کو آگے بڑھانے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ تاہم پرائیویٹ سیکٹر بھی قومی تعمیر کے عمل میں نمایاں طور پر تعاون دینے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ اس لئے پبلک سیکٹر اور پرائیویٹ سیکٹر دونوں کو قومی سیکٹر کے باہمی طور پر تکملاتی حصے کے طور پر دیکھے جانے کی ضرورت ہے کہ ان میں سے کسی ایک کے بغیر دوسرا ادھورا رہیگا۔ پرائیویٹ سیکٹر کی صنعتی اکائیوں کو بھی وسیع تر عوامی ذمہ داریاں قبول کرنی چاہئیں۔ اور ساتھ ہی پبلک سیکٹر کو بھی اس کی ضرورت ہے کہ وہ حد درجہ مسابقتی بازار میں اپنی مزید کامیابی پر توجہ دے۔

(b) پبلک سیکٹر کے بعض منتخب انٹر پرائزز کے حصص کی نا اصل کاری ڈس انوسٹمنٹ: ایکوئٹی شیئرز کو پرائیویٹ سیکٹر اور عوام کے ہاتھ فروخت کرنے کا عمل ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ وسائل پیدا کئے جائیں اور ان انٹر پرائزز کی ملکیت میں عوام اور کارکنان کی وسیع تر شرکت کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ حکومت نے صنعتی سیکٹر سے دست بردار ہونے اور تمام تجارتی اداروں میں اپنی ایکوئٹی میں تخفیف کا فیصلہ کیا تھا۔ یہ توقع کی جاتی تھی کہ اس سے مینیجروں کی کارکردگی میں بہتری آئے گی اور مالیاتی نظم و نسق کو یقینی بنایا جاسکے گا۔ لیکن اس شعبے میں ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

پبلک سیکٹر کی نجی کاری کے بنیادی مقاصد ہیں:

- غیر کلیدی (PSEs)، میں مخصوص کردہ بڑی عوامی رقوم پر سے پابندی کا اٹھایا جانا تا کہ انھیں سماجی ترجیح کے

ہندوستان میں نج کاری

لگن جوٹ مشینری کمپنی لمیٹڈ (ایل جے ایم سی) حکومت کی جانب سے کسی مرکزی عوامی شعبے کی کاروباری تنصیب کی کامیاب نج کاری یا نجی ہاتھوں میں سونپنے کا پہلا معاملہ تھا۔ یہ کلکتہ میں قائم ایک کمپنی ہے اور جوٹ کمپنی پٹ سن کی مشینیں تیار کرتی ہے (خاص طور پر بُنائی اور ڈرائنگ فریموں کی صنعت کاری) نج کاری سے قبل اس میں تقریباً چار سو لوگ ملازم تھے۔ 97-1996 کے بعد سے اس کمپنی کا گھاٹے کا دور شروع ہوگیا اور مجموعی فروخت میں گراوٹ آنے لگی۔ مارچ 1998 میں ایل جے ایم سی کی کل مالیت تقریباً 5 کروڑ روپے تھی اور اس وقت اس کی مجموعی فروخت بھی قریب قریب اتنی ہی تھی۔

سرمایہ کاری کے اختتام کے ابتدائی مراحل میں ایل جے ایم سی کی نج کاری منظور کی گئی اور یہ طے کیا گیا کہ اس کا 74 فیصد حصہ کسی کلیدی شریک کو فروخت کر دیا جائے۔ سرمایہ کاری کو ختم کرنے کا کام ایل جے ایم سی کو چلانے والی کمپنی بھارت بھارتی اُدیوگ نگم لمیٹڈ (بی بی یو این ایل) نے سنبھالا۔ اس نے یہ پوری کارروائی حکومت کی وزارت صنعت کے اس وقت کے بھاری صنعتوں کے محکمے (ڈی ایچ آئی) کے انتظام کنٹرول اور ہدایات کے تحت انجام دی۔

© NCERT not to be republished

دیگر شعبوں مثلاً بنیادی صحت، خاندانی بہبود اور بنیادی تعلیم پر خرچ کیا جا سکے۔

- بڑی مقدار میں عوامی قرضوں اور سود کے بوجھ میں تخفیف۔
- کاروباری جوکھم کو پرائیویٹ سیکٹر کی طرف منتقل کرنا تا کہ رقوم کی سرمایہ کاری باصلاحیت پروجیکٹوں میں کی جا سکے۔
- ان انٹر پرائز ز کو حکومت کے اختیار سے آزاد کرانا اور کارپوریٹ انداز حکومت کو رائج کرنا۔
- کئی شعبوں میں جہاں پبلک سیکٹر کی اجارہ داری تھی مثلاً ٹیلی کام کا شعبہ صارفین زیادہ انتخاب کی سہولت، نسبتاً کم قیمتوں اور مصنوعات وخدمات کے بہتر معیار سے فائدہ پہنچا ہے۔

(c) **بیمار یونٹوں سے متعلق پالیسی پرائیویٹ سیکٹر جیسی ہی رہے گی:** اس کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ کیا بیمار یونٹ کو دوبارہ بنایا جائے یا اسے بند کر دیا جائے تمام پبلک سیکٹر کے یونٹوں کے معاملے کو بورڈ آف انڈسٹریل انڈ فنانشل ری کنسٹرکشن کے حوالے کیا گیا تھا۔ بورڈ نے بعض یونٹوں کے معاملہ میں تجدید اور نو آبادکاری کی اسکیموں پر دوبارہ غور کیا اور بہت سے یونٹوں کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسی وجہ سے بند کئے جانے والے یونٹوں کے کارکنان میں شدید غم وغصہ ہے۔ برطرف شدہ مزدوروں کی بحالی یا دوبارہ تعیناتی اور رضا کارانہ سبکدوشی کے خواہش مند پبلک سیکٹر کے ملازمین کو معاوضہ فراہم کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے ایک نیشنل رینیول فنڈ قائم کیا گیا تھا۔

پبلک سیکٹر کے ایسے کئی یونٹ ہیں جو بیمار ہیں اور پھر سے چلائے جا سکنے کی حالت میں نہیں ہیں کیونکہ وہ بہت خسارے میں جا چکے ہیں۔ سرکاری مالیات پر شدید دباؤ کی وجہ سے مرکزی اور ریاستی حکومتیں دونوں ہی اس قابل نہیں ہیں کہ انھیں زیادہ مدت تک زندہ رکھ سکیں۔ ایسے حالات میں حکومت کے لئے واحد راستہ یہی رہ جاتا ہے کہ ملازمین اور کارکنان کے لیے حفاظتی ضمانت فراہم کر کے اس طرح کے اداروں کو بند کر دیا جائے۔ نیشنل رینیول فنڈ کے تحت دستیاب وسائل رضا کارانہ علاحدگی اسکیم یا رضا کارانہ سبکدوشی اسکیم کے اخراجات پورے کرنے کے لئے کافی نہیں ہو سکے ہیں۔

(d) **مفاہمت کا میمورنڈم (یادداشت مفاہمت):** کے نظام کے ذریعہ کارکردگی کی اصلاح جس کی مدد سے انتظامیہ کو وسیع تر خود مختاری دی جاتی ہے لیکن مخصوص نظام کے تحت پبلک سیکٹر یونٹوں کے لئے واضح اہداف مقرر کئے گئے اور ان کے حصول کے لئے کام کی خود مختاری بھی دی گئی۔ اس طرح یادداشت مفاہمت مخصوص پبلک سیکٹر یونٹ اور ان کے رشتے اور خود مختاری کی وضاحت کرنے والی انتظامی وزارتوں کے درمیان تھی۔

3.5 عالمی تجارتی ادارے

کبھی آپ نے کثیر قومی کارپوریشنوں کی تیار کردہ مصنوعات ضرور دیکھی ہونگی۔ گزشتہ دس سال میں کثیر قومی کارپوریشنوں نے ہندوستانی معیشت میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ کارپوریشنز دنیا کی بیشتر ترقی پذیر معیشتوں کا عام حصہ بن گئی ہیں۔ جیسا کہ ہمارے آس پاس کے حالات سے ظاہر ہے کثیر قومی کارپوریشنز ایسی وسیع کمپنیاں ہیں جو بہت سے ملکوں

© NCERT not to be republished

میں اپنا کام کرتی ہیں۔ان کی خاصیت یہ ہے کہ ان کا سائز بہت بڑا ہوتا ہے، وہ بہت سی مصنوعات تیار کرتی ہیں۔ان کی ٹکنالوجی ترقی یافتہ ہوتی ہے ان کی تسویق کی حکمت عملی اور مصنوعات سازی کا نظام پوری دنیا میں پھیلا ہوتا ہے۔اس طرح عالمی تجارتی ادارے ایسی وسیع صنعتی تنظیمیں ہیں جو کئی ممالک میں اپنی شاخوں کو پھیلاتی ہیں۔ان کی شاخوں کو بھی اکثریت کے زیر ملکیت غیر ملکی الحاقیے (MOFA) کہا جاتا ہے۔یہ تجارتی ادارے ایسے کئی علاقوں میں کام کرتے ہیں جو کئی ملکوں میں پھیلی ہوئی اپنی حکمت عملی کے ذریعہ ایک سے زیادہ مصنوعات تیار کرتے ہیں۔ ان کا مقصد ایک سے دو مصنوعات تک اپنے منافعوں کو زیادہ سے زیادہ کرنا نہیں ہوتا بلکہ اس کے بجائے اپنی شاخوں کو چاروں طرف پھیلانا ہوتا ہے۔وہ بین الاقوامی معیشت پر اثر ڈالتے ہیں۔یہ اس مقصد سے ظاہر ہے کہ 200 سب سے بڑی کمپنیوں کی مجموعی فروخت 1998 میں دنیا کی GDP کے 28.3 فیصد کے برابر تھی۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ 200 سب سے بڑی کثیر قومی کمپنیاں دنیا کی ایک چوتھائی معیشت پر قابض ہیں۔اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کثیر قومی کارپوریشنز اس وجہ سے دنیا کی معیشت کو بڑی حد تک قابو میں رکھنے پر قادر ہیں کیوں کہ ان کے پاس کثیر وسائل ہیں۔جدید ترین ٹکنالوجی اور ان کی ساکھ مضبوط ہے۔ان سب کی بدولت وہ مختلف ممالک میں اپنا بنایا ہوا کوئی بھی سامان فروخت کر سکتے ہیں۔ان سب سے بعض کارپوریشنز کسی حد تک استحصالی نوعیت کی بھی ہو سکتی ہیں اور اشیاء صرف اور سامان تعیش فروخت کرنے پر زیادہ توجہ دیتے ہیں جن کی خواہش اور طلب ترقی پذیر ممالک کو ہمیشہ نہیں ہوتی۔

خصوصیات

ان کارپوریشنوں کی ایسی نمایاں خصوصیات ہوتی ہیں جو انھیں دیگر پرائیویٹ سیکٹر کمپنیوں اور پبلک سیکٹر کمپنیوں / پبلک سیکٹر انٹر پرائزز سے ممتاز کرتی ہیں:

(i) وسیع مالی وسائل: ان تجارتی اداروں کی نمایاں خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ وسیع مالی وسائل کے مالک ہوتے ہیں اور مختلف ذرائع سے رقوم اکٹھا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔وہ مختلف ذرائع سے رقوم سے حاصل کر سکتے ہیں۔وہ عوام کو ئٹی شیرز، ڈبنچرز یا ہنڈیاں جاری کر سکتے ہیں۔وہ اس حیثیت میں بھی ہوتے ہیں کہ مالیاتی اداروں اور بین الاقوامی بینکوں سے رقم ادھار لے لیں۔انھیں سرمایہ بازار میں معتبریت حاصل رہتی ہے۔یہاں تک کہ میزبان ملک کے سرمایہ کار اور بینک بھی ان پر پیسہ لگانے کو تیار رہتے ہیں۔ان کی مالی مضبوطی اور استحکام کی وجہ سے وہ تمام حالات کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

(ii) غیر ملکی اشتراک: عالمی تجارتی ادارے عموماً ٹکنالوجی کی فروخت، اشیاء کی تیاری یا تیار شدہ مصنوعات کے لیے برانڈ ناموں کے استعمال سے متعلق ہندوستانی کمپنیوں سے معاہدے کرتے ہیں۔یہ کثیر قومی کارپوریشنز پبلک اور پرائیویٹ دونوں سیکٹروں کی کمپنیوں سے تعاون واشتراک کر سکتی ہیں۔ٹکنالوجی کے تبادلے، قیمت اور نرخ بندی، منافع کی تقسیم غیر ملکی ٹیکنیکی ماہرین کے ذریعہ سخت کنٹرول اور نگرانی سے متعلق معاہدے میں عموماً مختلف تحدیدی شقیں ہوتی ہیں۔اپنی تجارت کے سبب تنوع لانے اور اسے وسیع کرنے کے خواہشمند بڑے صنعتی گھرانوں نے پیٹنٹ اور وسائل، غیر ملکی زرمبادلہ وغیرہ کے معاملے میں کثیر قومی اور کارپوریشنز

© NCERT not to be republished

سے اشتراک کر کے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ان غیر ملکی اشتراکات کی وجہ سے اجارہ داریوں میں اضافے کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے اور دونوں سمٹ کر چند ہاتھوں میں آ گئی ہے۔

(iii) ترقی یافتہ ٹکنالوجی: ان تجارتی اداروں کو اپنے مصنوعات سازی کے طریقوں میں ٹکنالوجی کے اعتبار سے برتری حاصل ہے۔ وہ بین الاقوامی معیارات اور کوالٹی کی تخصیصات کی تکمیل کر سکتے ہیں اس کے نتیجے میں اس ملک کو صنعتی ترقی حاصل ہوتی ہے جن میں وہ کام کرتے ہیں کیونکہ وہ مقامی وسائل اور خام مواد کو پوری طرح استعمال میں لا سکتے ہیں۔ کمپیوٹر کاری اور دیگر ایجادات کثیر قومی کمپنیوں کی لائی ٹکنالوجیکل ترقیوں کی وجہ سے ہی ہیں۔

(iv) مصنوعات میں اختراع: ان تجارتی اداروں کی نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان میں اعلی ذریعے کے ترقی یافتہ تحقیق وترقی کے شعبے ہوتے ہیں۔ جو نئی مصنوعات ایجاد کرنے اور جو موجودہ مصنوعات کو نفیس تر شکل وصورت دینے میں مصروف رہتے ہیں۔ ماہیتی یا کوالٹی تحقیق کے لیے بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری کی ضرورت ہوتی ہے جو صرف عالمی تجارتی اداروں کے لیے ہی ممکن ہو سکتی ہے۔

(v) تسویقی تدابیر: ان کی تسویقی تدابیر دیگر کمپنیوں کے مقابلے کہیں زیادہ مؤثر ہوتی ہیں۔ مختصر مدت میں اپنی فروخت کو بڑھانے کے لیے وہ پُر زور تسویقی تدابیر کا سہارا لیتے ہیں۔ ان کے پاس بازار کی اطلاعات کا زیادہ قابل اعتماد اور جدید نظام ہوتا ہے۔ اُن کے تشہیری اور فروخت کو فروغ دینے کے طریقے عموماً بہت مؤثر ہوتے ہیں۔ چونکہ انھوں نے عالمی منڈی میں پہلے ہی سے اپنا مقام بنا لیا ہوتا ہے اور ان کے برانڈوں کی اچھی طرح شہرت ہو جاتی ہے اس لیے ان کی مصنوعات کے بکنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔

(vi) بازاری علاقے کی توسیع: ان کے کام اور سرگرمیاں خود ان کے ممالک کی جغرافیائی حدوں سے آگے تک پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کی بین الاقوامی شبیہ بھی بہتر ہوتی رہتی ہے اور ان کی تسویقی حدود وسیع ہوتی رہتی ہیں جس سے انھیں بین الاقوامی برانڈ لینے میں مدد ملتی ہے۔ وہ میزبان ملک میں ذیلی کمپنیوں، شاخوں اور الحاقی اداروں کے نیٹ ورک کے ذریعے کام کرتے ہیں۔ اپنے وسیع وعریض حجم یا سائز کی وجہ سے وہ بازار میں غالب حیثیت رکھتے ہیں۔

(vii) مرکزی کنٹرول: ان کے مددگاران کے اس وطن میں ہوتے ہیں جہاں سے وہ اپنی تمام شاخوں اور ذیلی اداروں کو کنٹرول کرتے ہیں۔ تاہم یہ کنٹرول اصل کمیٹی کے پالیسی کے دائرہ کار تک ہی محدود ہوتا ہے۔ روز مرہ کے اعمال میں کوئی مداخلت نہیں ہوتی۔

3.6 مشترک مہمیں (جوائنٹ ونچر) یا مشترک کاروبار

مفہوم

جیسا کہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں تجارتی تنظیمیں مختلف نوعیّتوں کی ہو سکتی ہیں۔ نجی یا سرکاری ملکیت کی یا عالمی تجارتی ادارے۔ کوئی بھی تجارتی تنظیم اگر چاہے تو باہمی منفعت کے لیے کسی دوسری کاروباری تنظیم سے ہاتھ ملا سکتی ہے۔ یہ دو تنظیمیں سرکاری ملکیت کی، نجی یا غیر ملکی کمپنیاں ہو سکتی ہیں۔ جب دو کاروباری ادارے مشترک مقصد اور باہمی منفعت کے لیئے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔ تو اس سے ایک مشترک مہم وجود میں

© NCERT not to be republished

مشترکہ مہم۔ بھارتی اورایرٹیل

بھارتی اورایرٹیل (Airtel) نے 2005 کا آغاز ٹیلی واصلات کے شعبے کے سب سے بڑا کھلاڑیوں کے طور پر کیا۔ ایرٹیل، جس کے 15 ملین گاہک ہیں، بھارتی کاروباری مہموں میں سے ایک ہے۔ بیٹل(Beetel) جو بھارتی ٹیلی ٹیک کے ماتحت ٹیلی فون برانڈ ہے، ان دونوں کے قدم لینڈ لائن (Landline) یعنی روایتی ٹیلی فون کے مورچے پر بھی بڑی مضبوطی کے ساتھ جمائے رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ بھارتی ٹیلی سافٹ (Bharati Telisoft) جو1999 میں قیمت میں شامل خدمات اور حل اور پوری دنیا کے طول وعرض میں کام کررہی وائرلیس اور وائرلائن پیغام بروں کو مہیا کرنے کے لئے قائم کی گئی تھی، آج دنیا کے 25 ملکوں میں موجود ہے اور 100 سے زیادہ نیٹ ورک (Network) اور توانائی کی خدمات 50 ملین گاہکوں کو دے رہی ہے، اب یہ کمپنیاں بیرونی ذرائع حاصل کرنے کے کام میں لگ گئی ہیں اور ساتھ ہی ٹیلی ٹیک سروسز، انڈیا (Teletech Services India) جو بھارتی اور ٹیلی ٹیک کارپوریشن کی شریک کار ہے، وہ بھی اس دوڑ میں شامل ہوچکی ہے۔ یہ گراہکوں کے لئے معیاری حل نکالنے اور دفتروں کی پشت پناہی کے کام کرتی ہیں۔ فیلڈ فریش فوڈز (Field Fresh Foods) ای ایل آر او کے ساتھ بھارتی کی مشترک مہم ہے جس کا کام کھیتوں کی تازہ زرعی مصنوعات کو خصوصی طور پر صرف انگلینڈ اور امریکہ کو برآمد کرنا ہے۔

آتی ہے۔ کسی طرح کا بھی کاروباری ادارہ طویل مدتی رشتے کو مضبوط بنانے یا قلیل مدتی پروجیکٹوں میں تعاون واشتراک کرنے کے لیے مشترک مہم کو استعمال کرسکتا ہے۔ فریقوں کی ضروریات کے اعتبار سے کوئی مشترک مہم لچکدار ہوسکتی ہے۔ بعد میں کسی مرحلے پر تصادم سے بچنے کے لیے ان ضروریات کو مشترک مہم کے معاہدے میں درج کیا جانا چاہیے۔

کوئی مشترک مہم مختلف مما لک کے دوتجارتی اداروں کے درمیان معاہدے کا نتیجہ بھی ہوسکتی ہے۔ ایسی حالت میں دونوں ملکوں کی حکومتوں کی طرف سے بعض ایسی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ جن کی پابندی لازمی ہوتی ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ مشترک کاروباری مہم کا مفہوم اس اعتبار سے ایک سے زیادہ ہوسکتا ہے کہ ہم اسے کس سیاق وسباق میں استعمال کررہے ہیں۔ لیکن ایک وسیع مفہوم میں مشترک مہم کسی مخصوص مقصد کو حاصل کرنے کے لیے دو یا اُس سے زیادہ تجارتی اداروں کی طرف سے وسائل اور مہارت واختصاص کو یکجا کرنا ہے۔ کاروبار کے فوائد اور نقصانات میں فریقین شریک رہتے ہیں۔ مشترک مہم کے اسباب میں اکثر کاروبار کی توسیع، نئی مصنوعات کی ترویج وترقی یا نئی منڈیوں کی طرف قدم بڑھانا خصوصاً کسی دوسرے ملک کی طرف۔ کمپنیوں کے لیے دیگر کاروباری اداروں اور کمپنیوں کے ساتھ مشترک مہم کا کام کرنا اور ان کے ساتھ کلیدی اتحاد تشکیل دینا بہت عام سی بات ہوتی جارہی ہے ان اشتراکات اور اتحاد کا سبب شاید تکمیلی صلاحیتیں اور وسائل ہیں جیسے مصنوعات کی تقسیم کی راہیں ٹکنالوجی یا مالیات۔ اس نوعیت کو مشترک مہم میں دو یا اس سے زیادہ (اصل) کمپنیاں سرمائے ٹکنالوجی، انسانی وسائل شراکتی کنٹرول کے تحت ایک نئی حیثیت کی تشکیل کے خطرات وفوائد کی حصہ

داری سے اتفاق کرتی ہیں۔

ہندوستان میں مشترک مہمات کاروبار کرنے کا بہترین طریقہ ہیں۔ ان مشترک مہموں کے لیے الگ سے قوانین نہیں ہیں۔ ہندوستان میں سند یافتہ کمپنیوں کو ملک کے اندر کی کمپنیوں جیسا ہی مانا جاتا ہے۔

مشترک مہم والی کمپنی مندرجہ ذیل میں سے کسی طریقے سے بھی تشکیل دی جاسکتی ہے۔

(i) دوفریق (افراد یا کمپنیاں) ہندوستان میں کسی کمپنی کو انکارپوریٹ کرتی ہیں۔ ایک فریق کا کاروبار نئی کمپنی کو منتقل کردیا جاتا ہے۔ اس طرح کی منتقلی کے لیے نئی کمپنی کی طرف سے حصص جاری کیے جاتے ہیں اور مذکورہ فریق انھیں خرید لیتا ہے۔ دوسرا فریق حصص کی جگہ نقد رقم دیتا ہے۔

(ii) مذکورہ دوفریق مشترک مہم کی کمپنی کی حصص متفقہ تناسب میں نقد کے عوض قبول کرتے ہیں اور ایک نیا کاروبار شروع کرتے ہیں۔

(iii) کسی موجودہ ہندوستانی کمپنی کے پروموٹر شیر رکھنے والا اور دوسرا فریق جو کوئی فرد خاص ہوسکتا ہے یا کمپنی اس کمپنی کے کاروبار کو مشترک طور پر چلانے کے لیے اشتراک وتعاون کرسکتی ہے۔ دوسرا فریق غیر مقیم یا مقیم ہوسکتا ہے اور کمپنی کے حصص نقد ادائیگی کرکے حاصل کرسکتا ہے۔ اگر کوئی غیر ملکی یا غیر مقیم ہندوستانی نان ریزیڈنٹ (این آر آئی) شامل ہے تو حکومت کی منظوری حاصل کرنا ضروری ہے۔ یہ منظوری ریزروبینک آف انڈیا یا فارن انوسٹمنٹ پروموشن بورڈ سے حاصل کی جاسکتی ہے اور اس کا انحصار مخصوص حالات پر ہوتا ہے۔

(a) اگر مشترک مہم جداگانہ راستے کے تحت آتی ہے تو ریزروبینک آف انڈیا کی منظوری کی ضرورت ہوتی ہے۔

(b) دیگر مخصوص معاملات میں جو جداگانہ راستے کے تحت نہ آتی ہو تو FIPB کی خصوصی منظوری کی ضرورت ہوتی ہے۔

کسی مشترک مہم کی بنیاد مفاہمت کے میمورنڈم پر ہونی چاہیے جس پر دونوں فریقوں کے دستخط ہوں اور مشترک مہم کے معاہدے کی بنیاد کو خاص طور پر واضح کیا گیا ہو۔ بعد کے مرحلے میں کسی تصادم سے بچنے کے لیے شرائط گفتگو اور تبادلۂ خیال کرلیا جانا چاہیے۔ بات چیت اور شرائط طے کرنے میں فریقین کے ثقافتی اور قانونی پس منظر کا بھی لحاظ رکھا جانا چاہیے۔ مشترک مہم کے معاہدے میں اس کی وضاحت بھی کی جانی چاہیے کہ تمام ضروری سرکاری منظوریاں رہار اور لائسنس ایک مقرر کردہ مدت کے اندر حاصل کرلیے جائیں گے۔

3.6.1 فوائد

کسی شریک کار کے ساتھ مشترک مہم کے ذریعے کوئی کاروبار غیر متوقع فائدے حاصل کرسکتا ہے۔ مشترک مہمیں شریک تجارت دونوں فریقوں کے لیے حد درجہ مفید ثابت ہوسکتی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ایک فریق کے پاس ترقی کے قوی صلاحیتیں اور اختراعی خیالات ہوسکتے ہیں لیکن پھر بھی مشترک مہم میں داخل ہوکر اس کے فائدہ

© NCERT not to be republished

اٹھانے کا امکان اس لیے رہتا ہے کہ ایسا کرنے سے اس کی پیداواری صلاحیت وسائل اور ٹیکنکی مہارت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(i) بڑھے ہوئے وسائل اور پیداواری صلاحیت: کسی دوسرے فریق سے ہاتھ ملانے یا لوگوں کے ساتھ مل کر کام کرنے سے موجود وسائل اور پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے جس سے مشترک مہماتی کمپنی کو زیادہ تیزی سے اور مؤثر طور پر ترقی اور توسیع کا موقع ملتا ہے۔ نئی تجارت مختلف مالی اور انسانی وسائل کو یکجا کرتی ہے اور اس طرح بازار کے مسائل کا مقابلہ کرنے کے قابل رہنے کے علاوہ نئے مواقع سے فائدہ بھی اٹھاتی ہے۔

(ii) نئی منڈیوں اور تقسیم کے نظاموں تک رسائی: جب کوئی تجارتی ادارہ کسی دوسرے ملک کے شریک کارممبران کے ساتھ مشترک مہم میں شامل ہوتا ہے تو وہ ایک وسیع ترقی کا امکان رکھنے والے بازار کا دروازہ کھلتا ہے۔ مثال کے طور پر جب غیر ملکی کمپنیاں ہندوستان میں مشترک مہم کی کمپنیاں کھولتی ہیں تو وہ وسیع ہندوستانی بازاروں تک رسائی حاصل کرتی ہیں۔ ان کی وہ مصنوعات جو خود اپنے ملک کے بازاروں میں نقطۂ سیرابی کو پہنچ چکی ہوتی ہیں، نئے بازاروں میں آسانی سے فروخت کی جاسکتی ہیں۔

وہ تقسیم کے پہلے سے قائم کردہ ذرائع کا بھی فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ یعنی مختلف مقامی بازاروں میں خوردہ فروش کے مراکز کا۔ ورنہ اگر انھیں اپنے خوردہ فروشی کے مراکز کھولنے پڑیں تو یہ ان کے لیے بہت مہنگا پڑے گا۔

(iii) ٹکنالوجی تک رسائی: مشترک مہم میں شریک ہونے والے بیشتر تجارتی اداروں کے لیے ٹکنالوجی ایک بڑا اعنصر ہے۔ پیداوار کی ترقی یافتہ اور جدید طریقے جن سے اعلی معیاری مصنوعات بنائی جاسکیں کافی وقت، توانائی اور سرمایہ بھی بچاتی ہیں کیونکہ انھیں خود اپنی ٹکنالوجی تشکیل اور وضع کرنی نہیں پڑتی۔ ٹکنالوجی کارکردگی اور اثر پذیری کو بڑھاتی ہے اور اس طرح مصنوعات پر آنے والی لاگت میں کمی آتی ہے۔

(iv) اختراع: نئی اور اختراع پسندانہ مصنوعات کے لیئے بازاروں کے مطالبات دن بدن بڑھتے جارہے ہیں۔ مشترک مہمیں تجارتی اداروں کو ایک ہی بازار کے لیے نئی اور اختراعی اشیاء لے کر آنے کا موقع دیتی ہیں۔ نئے خیالوں اور ٹکنالوجی کی وجہ سے خاص طور پر غیر ملکی شرکاء اختراعی مصنوعات بازار میں اتار سکتے ہیں۔

(v) پیداوار کی کم لاگت: جب بین الاقوامی کارپوریشنز ہندوستان میں اپنا پیسہ لگاتی ہیں تو وہ پیداوار کی کم لاگت کی وجہ سے زبردست فائدہ اٹھاتی ہیں۔ وہ اپنی عالمی ضروریات کے لیے معیاری مصنوعات حاصل کرسکتی ہیں۔ ہندوستان کئی مصنوعات میں عالمی ذریعہ بنتا اور حد درجہ مسابقتی حیثیت اختیار کرتا جارہا ہے۔ اس کے کئی اسباب ہیں مثلاً خام مال کی کم قیمت، سستے مزدور، ٹکنیکی اعتبار سے سند یافتہ افرادی قوت، انتظامی امور کے ماہرین، وکیلوں، چارٹرڈ اکاونٹوں، انجینیر وں اور سائنسدانوں کے مختلف زمروں کے بہترین ارکان اور ملازمین۔ اس طرح بین الاقوامی شریک کو مطلوبہ معیاری اور مصنوعاتی اعتبار سے کھری والی مصنوعات مل جاتی ہیں اور وہ بھی خود اُن کے وطن میں مروجہ لاگت اور قیمت کے مقابلے میں کم قیمت پر۔

(vi) مصنوعات کا قائم شدہ مقررہ تجارتی نام: جب دو تجارتی

ادارے کسی مشترک مہم میں شامل ہوتے ہیں تو دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک دوسرے کی ساکھ سے فائدہ اُٹھاتا ہے جو بازار میں قائم ہوچکی ہوتی ہے۔ اگر مشترک مہم ہندوستان میں اور کسی ہندوستانی کمپنی کے ساتھ چل رہی ہے تو ہندوستانی کمپنی کو اپنے بنائے گئے سامان کے لیے کوئی تجارتی نام وضع کرنے یا نظام تقسیم تشکیل دینے کے لیے وقت و روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ وہ تو پہلے ہی سے تیار بازار موجود ہے جو تیار شدہ سامان کے اترنے کے انتظار میں ہے۔

کلیدی اصلاحات

پبلک سیکٹر	ڈپارٹمینٹل انڈرٹیکنگ (محکماتی ادارے)	نجی کاری
عوامی ادارے	سرکاری کمپنیاں	عالم کاری
آئینی کارپوریشن	ڈس انوسٹمنٹ	عالمی ادارے
جوائنٹ وینچر یا مشترک مہم	عوامی جواب دہی	پبلک سیکٹر کے ادارے انڈرٹیکنگس

خلاصہ

پرائیویٹ سیکٹر اور پبلک سیکٹر: ہر طرح کی کاروباری تنظیمیں چاہے وہ چھوٹی ہوں یا بڑی، صنعتی ہوں یا تجارتی، نجی ملکیت کی ہوں یا سرکاری ملکیت کی ہمارے ملک میں موجود ہیں۔ تمام قسم کی تنظیمیں ہماری روزمرہ معاشی زندگی کو متاثر کرتی ہیں اور اس لیے وہ ہندوستانی معیشت کا حصہ بن جاتی ہیں۔ ہندوستان کی حکومت نے ایک ملی جلی معیشت کے اصول کو اختیار کیا تھا جس میں نجی اور سرکاری ملکیت والے دونوں طرح کے انٹرپرائزز کو کام کرنے کی اجازت ہے۔ اس لیے ہماری معیشت کو دو شعبوں یا سیکٹروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے یعنی پرائیویٹ سیکٹر اور پبلک سیکٹر۔ پرائیویٹ سیکٹر ان کاروباری اداروں پر مشتمل ہے جس کے مالک افراد یا افراد کے گروپ ہیں۔ تنظیم کی مختلف شکلیں تنہا ملکیت، شراکت، مشترک ہندو فیملی، کوآپریٹو اور کمپنی ہیں۔ پبلک سیکٹر میں مختلف تنظیمیں شامل ہیں جو حکومت کی ملکیت میں ہوتی ہیں اور حکومت ہی اُن کا انتظام چلاتی ہے۔ یہ یا تو جزوی یا مکمل طور پر مرکزی یا ریاستی حکومت کے زیر ملکیت ہوسکتی ہیں۔

پبلک سیکٹر انٹرپرائزز کی تنظیم بندی کی شکلیں: ملک کے کاروباری اور معاشی سیکٹروں میں حکومت کی شرکت کے لیے ملک کو کام کرنے کی غرض سے کسی نہ کسی طرح کے تنظیمی ڈھانچے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کوئی پبلک انٹرپرائز اپنے کاموں کی نوعیت اور حکومت سے اپنے

© NCERT not to be republished

رشتوں کے اعتبار سے کوئی بھی تنظیمی شکل اختیار کرسکتی ہے۔ کسی مخصوص شکل کی تنظیم کی موزونیت کا انحصار اس کی ضروریات پر ہوگا تنظیم کی وہ شکلیں جو کوئی پبلک انٹرپرائز اختیار کرسکتی ہے مندرجہ ذیل ہیں:

(i) محکمہ جاتی ادارہ
(ii) قانونی کارپوریشن
(iii) سرکاری کمپنی

محکمہ جاتی ادارے: یہ ادارے متعلقہ وزارتوں کے شعبوں کے طور پر قائم کیے جاتے ہیں اور اُنھیں خود وزارت کی توسیع کا ایک حصہ تصور کیا جاتا ہے۔ حکومت ان محکموں یا شعبوں کے توسط سے کام کرتی ہے اور جو سرگرمیاں یہ انجام دیتے ہیں حکومت کے طریقۂ کار کا اٹوٹ حصہ سمجھی جاتی ہیں۔

قانونی کارپوریشنز: قانونی کارپوریشنز وہ پبلک انٹرپرائز ہیں۔ جو پارلیمنٹ کے خصوصی ایکٹ کے تحت قائم کی جاتی ہیں۔ یہ ایکٹ اُن کے اختیارات، کاموں، اُس کے ملازمین پر قابل نفاذ قوانین وضوابط اور حکومت سے اُس کے رشتوں کا تعین کرتا ہے۔ یہ کارپوریٹ ادارے آتے ہیں جو مقررہ اختیارات واعمال کے ساتھ مقنّنہ کی طرف سے قائم کئے جاتے ہیں اور مالی طور پر خودمختار ہونے کے ساتھ ساتھ کسی مخصوص میدان یا مخصوص نوعیت کی کاروباری سرگرمی پر اُن کا واضح طور پر اختیار رہتا ہے۔

سرکاری کمپنی: یہ کمپنیاں انڈین کمپنیز ایکٹ 1956 کے تحت قائم کی جاتی ہیں۔ یہ سرکاری کمپنیاں ہوتی ہیں اور پرائیویٹ سیکٹر کے تمام دیگر کمپنیوں کی طرح رجسٹرڈ اور انڈین کمپنیز ایکٹ کی پابند ہوتی ہیں۔ انڈین کمپنیز ایکٹ 1956 کے مطابق سرکاری کمپنی کا مطلب ہے کوئی ایسی کمپنی جس میں ادا شدہ اصل سرمائے کا 51 فیصد حصہ مرکزی حکومت یا کسی ریاستی حکومت کا یا حکومت یا جزوی طور پر مرکزی حکومت کا اور جزوی طور پر ایک یا اُس سے زیادہ ریاستی حکومتوں کا ہو۔

پبلک سیکٹر کا بدلتا ہوا کردار: ملک کی آزادی کے وقت سے توقع کی گئی تھی کہ پبلک سیکٹر کے تجارتی ادارے کاروبار میں براہ راست شرکت سے یا ایک عاملہ کا کام انجام دے کر معیشت کے بعض مقاصد کی تکمیل میں اہم کردار ادا کریں گے ہندوستانی معیشت عبوری دور سے گذر رہی ہے۔ گذشتہ 1990 کے دہے کے زمانے میں نئی معاشی پالیسیوں کی وسعت پسندی، نجی کاروبار اور آفاق کاری پر زور دیا گیا ہے۔ پبلک سیکٹر کے رول کا دوبارہ تعین کیا گیا۔ اس کا مقصد یہ نہیں تھا کہ مجہول کردار ادا کرے بلکہ فعال شرکت کے ذریعے ایک ہی طرح کی صنعت میں دیگر پرائیویٹ سیکٹر کی کمپنیوں کے ساتھ بازار میں مقابلہ کرے۔

معیاری ڈھانچے کی تشکیل: صنعت کاری کے عمل کو موزوں نقل وحمل اور مواصلاتی سہولتوں ایندھن، توانائی، بنیادی اور بھاری

صنعتوں کے بغیر قائم اور باقی نہیں رکھا جاسکتا۔ یہ صرف حکومت ہی ہے جو بڑی مقدار میں سرمایہ اکٹھا کرسکتی ہے، صنعتی تعمیر کو مربوط کرسکتی ہےاوراس کے لیے تکنیکی لوگوں اور کام گاروں کی فوج کو تربیت دے سکتی ہے۔

علاقائی توازن: حکومت تمام علاقوں اور ریاستوں کو متوازن انداز میں ترقی دینے اور علاقائی ناہمواریوں کو دور کرنے کی ذمہ دار ہے۔ ملک میں علاقائی توازن کی ضمانت دینے کی غرض سے پسماندہ علاقوں کی ترقی منصوبہ بند ترقی کے بڑے مقاصد میں سے ایک مقصد ہے۔ اوراس لیے حکومت کو نئے انٹرپرائزز پسماندہ علاقوں میں قائم کرنا اور اُس کے ساتھ ہی پہلے سے ترقی یافتہ علاقوں میں پرائیویٹ سیکٹر کی حدود کے خود رو پھیلاؤ کو روکنا تھا۔

پیمانہ بند معیشتیں: جہاں کثیر سرمائے کے خرچ والی بڑے پیمانے کی صنعتیں قائم کرنے کی ضرورت پڑے پبلک سیکٹر کو پیمانہ بند معیشتوں کا فائدہ اُٹھانے کے لیے مداخلت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

معاشی قوت کے ارتکاز پر پابندی: پبلک سیکٹر پرائیویٹ سیکٹر پر پیش بندی کے طور پر کام کرتا ہے۔ پرائیویٹ سیکٹر میں ایسے چند ہی صنعتی گھرانے ہوتے ہیں۔ جو بھاری صنعتوں میں سرمایہ کاری لگانے پر آمادہ ہوں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دولت چند یا متعدد ہاتھوں میں سمٹ جاتی ہےاوراجارہ دارانہ طور طریقوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

درآمداتی متبادل: دوسرے اور تیسرے پنج سالہ منصوبوں کے زمانے میں ہندوستان کئی میدانوں میں خودکفیل بننا چاہتا تھا، درآمداتی متادل میں مدد کرسکنے والی بھاری انجینیر نگ میں ملوث پبلک سیکٹر کمپنیاں قائم کی گئیں۔جن سے درآمد کے متبادلوں میں مدد کرسکیں۔

1991 کے بعد سے پبلک سیکٹر سے متعلق سرکاری پالیسی اس کے اہم عناصر ہیں: امکانی طور پر قابل رسائی پبلک سیکٹر یونٹوں کے ڈھانچے کو درست کرنا؛ ایسے پبلک سیکٹر یونٹوں کو بند کرنا جنھیں زندہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ تمام غیر کلیدی پبلک سیکٹر یونٹوں میں حکومت کی اکوئٹی کو کم کر کے 26% پر لانا اور اگر ضروری ہو تو اور کم کرنا اور کارکنان کے مفاد کا پوری طرح تحفظ کرنا۔

(a) پبلک سیکٹر کے لیے محفوظ صنعتوں کی تعداد کو گھٹا کر 12 سے 8 (اور پھر 3) کرنا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ پرائیویٹ سیکٹر (3 کو چھوڑ کر) تمام میدانوں میں قدم رکھ سکتا ہے اور پبلک سیکٹر کو اُن کے ساتھ مسابقت کرنی ہوگی۔

(b) چند چنی ہوئی پبلک سیکٹر کے حصص کی نااصل کاری۔ نااصل کاری کا مطلب ہے اکیوٹی حصص کو نجی شعبے کے ہاتھوں اور عوام کو فروخت کرنا۔ اس کا مقصد وسائل مہیا کرنا اور انٹرپرائز کی ملکیت میں عام لوگوں کی وسیع تر شرکت کی حوصلہ افزائی کرنا تھا۔ حکومت نے صنعتی سیکٹر سے دست بردار ہونے اور تمام اداروں میں اس کی اکوئٹی میں تخفیف کا فیصلہ کیا تھا۔

(c) بیمار یونٹوں سے متعلق پالیسی کا پرائیویٹ سیکٹر کی پالیسی جیسا ہی رہنا تمام پبلک سیکٹر یونٹوں کا معاملہ یہ فیصلہ کرنے کے لیے بیورو

آف انڈسٹریل اینڈ فائنانشل دی کنٹرکشن کے سپرد کیا گیا کہ کسی بیمار یونٹ کو از سرنو بنایا جائے یا ڈھانچے کو درست کیا جاتا کہ اُسے بند کر دیا جائے۔

مفاہمت کا میمورنڈم (میمورنڈم آف انڈر اسٹینڈنگ): کارگزاری میں ایم او یو (میمورنڈم آف انڈر اسٹینڈنگ) کے نظام کے ذریعے اداروں کی انتظامیہ کو کارگزاری کو بہتر بنانے کے مقصد سے وسیع تر خود مختاری دی جائے گی۔ لیکن مخصوص نتائج کے لیے اُنھیں ذمہ دار گردانا جائے گا۔

عالمی انٹر پرائزز: گذشتہ دس سال میں کثیر قومی کارپوریشنوں نے ہندوستانی معیشت میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ اُن کی وسعت مصنوعات کی کثیر مقدار، ترقی یافتہ ٹیکنولوجی، تسویق کی تدابیر اور پوری دنیا میں کام کے نیٹ ورک سے پہچانی جاتی ہے۔ اس طرح عالمی انٹر پرائز وہ بہت بڑے صنعتی ادارے ہیں جو کئی ملکوں میں اپنی شاخوں کے جال کے ذریعے اپنے صنعتی اور تسویقی کاموں کو پھیلاتے رہتے ہیں۔

خصوصیات: ان کارپوریشنز کی نمایاں خصوصیات ہوتی ہیں جو اُنھیں دیگر پرائیویٹ سیکٹر کمپنیوں اور پبلک سیکٹر کمپنیوں یا پبلک سیکٹر انٹر پرائزز سے ممتاز کرتی ہیں: (i) سرمائے کے وسیع وسائل (ii) غیر ملکی اشتراک وتعاون (iii) ترقی یافتہ ٹیکنولوجی (iv) مصنوعاتی اختراع (v) تسویقی تدابیر (vi) بازاری علاقے کا پھیلاؤ (vii) مرکزی نظم وضبط۔

مشترک مہم (جوائنٹ وینچر): مشترک کاروباری مہم کا مفہوم ایک سے زیادہ اس اعتبار سے ہوسکتا ہے کہ ہم اسے کس سیاق وسباق میں استعمال کر رہے ہیں لیکن ایک وسیع مفہوم میں مشترک مہم کسی مخصوص مقصد کو حاصل کرنے کے لیئے دو یا اس سے زیادہ تجارتی اداروں کی طرف سے وسائل اور مہارت واختصاص کو یکجا کرنا ہے۔ کاروبار کے فوائد اور نقصانات میں فریقین شریک رہتے ہیں۔ مشترک مہم کے اسباب میں اکثر کاروبار کی توسیع، نئی مصنوعات کی ترویج وترقی یا نئی منڈیوں کی طرف پیش قدمی خصوصاً کسی دوسرے ملک کی جانب، جیسے اسباب شامل ہیں۔

فوائد: کسی شریک کار کے ساتھ مشترک مہم کے ذریعے کوئی کاروبار غیر متوقع فائدے حاصل کرسکتا ہے۔ مشترک مہم کے اہم فوائد درج ذیل ہیں: (i) بڑھتے ہوئے وسائل اور پیداواری صلاحیت (ii) نئی منڈیوں اور تقسیم کے نظاموں تک رسائی (iii) ٹکنالوجی تک رسائی (iv) اختراع (v) پیداوار کی کم لاگت (vi) مصنوعات کا مقررہ تجارتی نام (برانڈ)۔

مشقیں

کثیر انتخابی سوالات

1. ایک سرکاری کمپنی وہ کمپنی ہوتی ہے جس میں حکومت کے پاس قابلِ ادا سرمائے کا کم از کم فیصد ہوتا ہے۔
   (a) 49 فیصد (b) 51 فیصد
   (c) 50 فیصد (d) 25 فیصد

2. کثیر الاقوامی کمپنیوں میں مرکزی کنٹرول سے مراد وہ کنٹرول ہے جو کہ
   (a) شاخوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے (b) ذیلی کمپنیوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے
   (c) ہیڈکوارٹر کے ذریعہ کیا جاتا ہے (d) پارلیمنٹ کے ذریعہ کیا جاتا ہے

3. پی ایس ای (PSE's) وہ تنظیمیں ہیں جن کی ملکیت
   (a) مشترک ہندو خاندان کے پاس ہوتی ہے (b) حکومت کے پاس ہوتی ہے
   (c) غیر ملکی کمپنیوں کے پاس ہوتی ہے (d) پرائیویٹ تجارتی اداروں کے پاس ہوتی ہے

4. بیمار پرائیویٹ سیکٹر اکائیوں کی از سرِ نو تعمیر کے ذریعہ کی جاتی ہے
   (a) ایم او ایف اے (MOFA) (b) ایم او یو (MOU)
   (c) بی آئی ایف آر (BIFR) (d) این آر ایف (NRF)

5. پی ای ای کے ڈس انوسٹمنٹ سے مراد ہے
   (a) پرائیویٹ / پبلک سیکٹر کو ایکویٹی حصص کی فروخت (b) کاموں کو بند کر دینا
   (c) نئے میدانوں میں سرمایہ کاری (d) پی ایس ای کے حصص کی خریداری

مختصر جوابی سوالات

1. پبلک سیکٹر اور پرائیویٹ سیکٹر کی وضاحت کیجئے۔

© NCERT not to be republished

2. پرائیویٹ سیکٹر میں مختلف اقسام کے اداروں کے بارے میں بتائیے۔
3. پبلک سیکٹر کے تحت آنے والے مختلف طرح کے ادارے کون سے ہیں؟
4. پبلک سیکٹر کے تحت آنے والے بعض انٹر پرائزز کے نام لکھیں اور اُن کی زمرہ بندی کریں۔
5. سرکاری کمپنی کی شکل کی تنظیموں، ادارے کو پبلک سیکٹر کی دوسری نوعیّتوں کی تنظیموں پر ترجیح کیوں دی جاتی ہے؟
6. حکومت ملک میں علاقائی توازن کیسے برقرار رکھتی ہے؟

طویل جوابی سوالات

1. پبلک سیکٹر سے متعلق صنعتی پالیسی 1991 کی تفصیل بیان کیجئے۔
2. 1991 سے پہلے پبلک سیکٹر کی کمپنیوں کا کیا کردار تھا؟
3. کیا منافع اور کارکردگی کے اعتبار سے پبلک سیکٹر کی کمپنیاں پرائیویٹ سیکٹر سے مقابلہ کرسکتی ہیں؟ اپنے جواب کے اسباب بھی لکھیئے۔
4. عالمی انٹر پرائزز کو کاروباری اداروں سے برتر کیوں تصور کیا جاتا ہے؟
5. مشترک مہم میں شامل ہونے کے کیا فائدے ہیں؟

پروجیکٹ ورک

1. ان پبلک سیکٹر کمپنیوں کے بارے میں معلومات یکجا کیجئے جو گزشتہ 3-2 سالوں میں ڈس انوسمنٹ کے لیئے منتخب کی گئی ہیں۔ ان فیصلوں سے پیدا ہونے والے تنازعات کا تجربہ بھی کیجیے۔ ایک پراجیکٹ رپورٹ تیار کیجیے۔
2. ایسی ہندوستانی کمپنیوں کی فہرست بنایئے جنھوں نے غیر ملکی کمپنیوں کے ساتھ مشترکہ کاروباری مہم اختیار کی ہے ایسی مہموں سے حاصل ہونے والے فوائد بھی معلوم کیجیے۔

© NCERT not to be republished